

اسلام انسانی معاشرہ کی صحیح تشکیل و توجیہ کی دعوت دیتا ہے

مولانا سید محمد واضح رشید ندوی۔ ایڈیٹر، الرائد - ترجمہ: تشکیل الرحمن بیگم

مغرب اپنی تمام تر ذہانت و ذکاوت، تحقیق و جستجو کی صلاحیت، ذاتی تجربات سے فائدہ اٹھانے کی غیر معمولی قوت، نئے حالات کے موافق اپنا موقف اپنانے، انسانوں کی نفسیات اور قوموں اور ملتوں کے جذبات و احساسات کے مطالعہ میں پیش رفت اور ان کے ساتھ ان کے مزاج اور حالات کے مطابق معاملہ کرنے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود امت اسلامیہ کے ساتھ اپنا رویہ اپنانے میں غباوت، ہٹ دھرمی اور چشم پوشی کی روش اختیار کرتے ہوئے ہے، صلیبی جنگوں کے عہد میں صلیبیوں کا جو ذہن بنا تھا، یورپ اس پر آج بھی پیوری طرح کار بند ہے، مغرب کے دانشوروں کی ایک بڑی تعداد اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر چکی ہے، مگر مغرب میں اسلام کے سلسلہ میں کوئی عمومی تبدیلی نہیں آئی، یورپ نے ملت اسلامیہ کی تشکیل جدید کی پھر پھر کوشش کی، قرآن، حدیث اور ذات رسول سے تعلق ختم کرنے کے لئے مسلسل ہم چلائی، مسلم ملکوں میں اپنے عہد اقتدار میں ایسا تعلیمی و تربیتی نظام بنایا جو مسلمانوں کو اپنے اقدار سے محروم کر کے مغربی فکر و تہذیب میں ضم کر دے، اس نے عوام کو اسلام سے نکالنے کے لئے مشنری جال بچھایا، لیکن ملت اسلامیہ کی ذہنیت کو تبدیل کرنے کے لئے جہاں جہاں کوشش کی گئی، اور اس کے لئے جو وسائل اور طاقت اس نے استعمال کی، اس کے حساب سے اس کو بہت معمولی کامیابی حاصل ہو سکی، اس کا احترام و قوت فوقتاً خود کلیسا کے ذمہ دار کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اس کو تسلیم کیا کہ انہی ساری کوششوں کے باوجود امت اسلامیہ اپنے دین کو مغربیوں سے تحفے دہی، اور اپنے اسلام کے نقش قدم پر گامزن رہنے کے لئے جدوجہد میں مشغول رہی،

کو برداشت کیا، آخر کار غلامی کا طوق اپنے گلے سے اتارنے میں کامیاب ہو گئے۔

یورپ کی موجودہ تہذیب و تمدن ہے، عوامی آزادی کی تحریک کا جس نے استبدادی حکومتوں کو ختم کیا، اور حقیقت پسندی کا عوام کے جذبات کے احترام ان کے مقاصد کو پورا کرنے اور ہر شہری کو ترقی کے مواقع فراہم کرنے اور قوم کے مزاج و احساسات کے مطابق نظام حیات وجود میں لانے کا۔

پھر یورپ کے قائدین کیونکر سوچتے ہیں کہ وہ اسلامی ممالک کو اپنے فکری اور ثقافتی ڈھانچے میں جکڑ سکتے ہیں، اگر ایسا ممکن ہوتا تو وہ اپنے سامراج کی حفاظت کرنے میں ناکام نہ ہوتے اور وہ ان ملکوں سے جو فوجی طاقت میں ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے نکلنے پر مجبور نہ ہوتے۔

بڑی طاقتوں نے عالم اسلام میں تمام شعبہ ہائے حیات میں جو پالیسی اپنا رکھی ہے اس میں ان کی ناکامی ظاہر ہو رہی ہے، ان ملکوں کے مسائل حل کرنے اور عوام کو اپنی مرضی کے مطابق نظام حیات عطا کرنے میں وہ ناکام ہیں، مغربی تہذیب و معاشرت کو دلچسپی دینے میں انھیں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی۔ اسلام کی طرف بازیابی، شریعت

اسلامی کی تنقید اور مغربی تہذیب سے بیزاری کے رجحان کو وہ کم نہیں دیکھیں تھیں وہ بند کے باوجود اسلامی ممالک میں آج بھی اسلامی لہر پورے آب و تاب کے ساتھ جاری ہے، اسی طرح احکام اسلامی پر عمل کرنے کا جذبہ بھی فروغ پانے لگا ہے، خواہ اس رجحان کو کتنی ہی پسماندگی، قدامت پرستی، اور تہذیب دشمنی کا نام دیا جائے، اور چاہے اس کے فائدہ کی سمت سے سمٹ کارروائیاں عمل میں لائی جائیں، لیکن یہ رجحان غالب ہو کر رہے گا۔ جس کے آثار محسوس کئے جا رہے ہیں۔ ترکی۔

مصر۔ شام۔ الجزائر میں طاقتور اسلامی تحریکیں چل رہی ہیں، اور وہاں کے حکومتیں ان کو دبانے میں ناکام ہو رہی ہیں۔

اب حقیقت پسندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس جذبہ کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، اور عوام کے اس مطالعہ کو تسلیم

کر لیا جائے، اور ان کے ساتھ مہامنت دہم آہنگی کا ثبوت پیش کیا جائے، اسے اس جذبہ کو سمجھنے کی کوشش اس تحریک کے قائدین میں مزید قوت اور ترقی کا جذبہ پیدا کرے گی، مغربی نظریں خود اس بات کے قائل ہیں کہ جذبات کو سمجھنے سے جذبات بھڑکتے ہیں تربیت و تعلیم اور سیاست میں وہ اس اصول پر عمل ہیں، پھر مسلم اقوام کے مسئلہ میں وہ اس اصول پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ ان اسلام دشمنوں نے اس اصول مدت میں جس میں وہ اسلام کی مخالفت کرتے رہے، اسلام کا صحیح مطالعہ نہیں کیا، نہ مسلمانوں کی نفسیات اور جذبات کو سمجھنے کی کوشش کی، اور نہ اپنی اسلام دشمنی کے اثرات پر غور کیا اور نہ ان کا موقف وہ نہ ہوتا جس پر وہ عامل ہیں۔ اسلام کی دعوت تو ایک صالح، با اصول اور انصاف پر مبنی معاشرہ کے قیام کی دعوت ہے جس میں فرد اور جماعت دونوں کے انکار و خیالات اور جذبات کی رہایت ہے، اس میں دوسرے عقائد و مسلک کا احترام ہے، جو جبر و اکراہ سے خالی ہے اس کی دعوت دینے والے نہ اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں نہ مال و دولت کے طالب ہیں، وہ صرف حق و انصاف کی فکر کرتے ہیں، اس کے داعیوں نے اس کی صراحت بھی کی کہ وہ زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لینا نہیں چاہتے بلکہ روسے زمین پر انصاف کا بول بالا دیکھنا چاہتے ہیں، اور اس کیلئے اگر کوئی جماعت تیار ہو جاتی ہے تو وہ شریعت اسلامی کی تنفیذ کرنے کی اور اس سلسلہ میں وہ کو تاہی نہیں کرے گی تو اس کے خلاف جدوجہد ترک کر دیں گے

دین کی اس صاف اور انصاف پر مبنی تحریک کے مقاصد معلوم ہونے کے باوجود اسلامی ممالک جو مغرب کے فائدہ کارروائیاں عمل میں لائی جائیں، لیکن یہ رجحان غالب ہو کر رہے گا۔ جس کے آثار محسوس کئے جا رہے ہیں۔ ترکی۔

مصر۔ شام۔ الجزائر میں طاقتور اسلامی تحریکیں چل رہی ہیں، اور وہاں کے حکومتیں ان کو دبانے میں ناکام ہو رہی ہیں۔

اب حقیقت پسندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس جذبہ کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، اور عوام کے اس مطالعہ کو تسلیم

کر لیا جائے، اور ان کے ساتھ مہامنت دہم آہنگی کا ثبوت پیش کیا جائے، اسے اس جذبہ کو سمجھنے کی کوشش اس تحریک کے قائدین میں مزید قوت اور ترقی کا جذبہ پیدا کرے گی، مغربی نظریں خود اس بات کے قائل ہیں کہ جذبات کو سمجھنے سے جذبات بھڑکتے ہیں تربیت و تعلیم اور سیاست میں وہ اس اصول پر عمل ہیں، پھر مسلم اقوام کے مسئلہ میں وہ اس اصول پر کیوں عمل نہیں کرتے۔ ان اسلام دشمنوں نے اس اصول مدت میں جس میں وہ اسلام کی مخالفت کرتے رہے، اسلام کا صحیح مطالعہ نہیں کیا، نہ مسلمانوں کی نفسیات اور جذبات کو سمجھنے کی کوشش کی، اور نہ اپنی اسلام دشمنی کے اثرات پر غور کیا اور نہ ان کا موقف وہ نہ ہوتا جس پر وہ عامل ہیں۔ اسلام کی دعوت تو ایک صالح، با اصول اور انصاف پر مبنی معاشرہ کے قیام کی دعوت ہے جس میں فرد اور جماعت دونوں کے انکار و خیالات اور جذبات کی رہایت ہے، اس میں دوسرے عقائد و مسلک کا احترام ہے، جو جبر و اکراہ سے خالی ہے اس کی دعوت دینے والے نہ اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں نہ مال و دولت کے طالب ہیں، وہ صرف حق و انصاف کی فکر کرتے ہیں، اس کے داعیوں نے اس کی صراحت بھی کی کہ وہ زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لینا نہیں چاہتے بلکہ روسے زمین پر انصاف کا بول بالا دیکھنا چاہتے ہیں، اور اس کیلئے اگر کوئی جماعت تیار ہو جاتی ہے تو وہ شریعت اسلامی کی تنفیذ کرنے کی اور اس سلسلہ میں وہ کو تاہی نہیں کرے گی تو اس کے خلاف جدوجہد ترک کر دیں گے

دین کی اس صاف اور انصاف پر مبنی تحریک کے مقاصد معلوم ہونے کے باوجود اسلامی ممالک جو مغرب کے فائدہ کارروائیاں عمل میں لائی جائیں، لیکن یہ رجحان غالب ہو کر رہے گا۔ جس کے آثار محسوس کئے جا رہے ہیں۔ ترکی۔

مجلس اولیٰ

شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

خط و کتابت کا پتہ
نمبر: تعمیر حیات، پتہ: بکس نمبر ۹۱
مدینہ العلماء، لاہور،

انڈیا

زرتعاون

سالانہ: پینتیس روپے
ششماہی: پچیس روپے
تین ماہی: ایک روپے ۵۰ پیسے

بیرون ملک

بحری ڈاک، جلد ڈاک: ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک

ایشیائی ممالک: ۲۰ ڈالر
افریقی ممالک: ۲۰ ڈالر
یورپ و امریکہ: ۲۰ ڈالر

نوٹ

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صاف و نشریات لاہور کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتے پر روانہ فرمائیں۔



اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہذا آپ اگر چاہتے ہیں کہ اپنا نام و پتہ، مدینہ العلماء، لاہور، پاکستان کے نام سے مندرجہ ذیل اداروں کو ارسال فرمائیے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجئے تو اپنا حشریہ آرڈر نمبر لکھنا نہ بھولیں۔

تعمیر حیات

پندرہ روزانہ
مجلس تعمیر حیات، پتہ: بکس نمبر ۹۱، مدینہ العلماء، لاہور

جلد نمبر ۲۶
۱۰ فروری ۱۹۸۹ء - مطابق ۳ رجب ۱۴۰۹ھ
شمارہ نمبر ۱۰

شمس الحق ندوی

روشنی کے مینار

اپنی چودہ سو سالہ تاریخ میں اسلام کو حریفانہ کشاکش سے کبھی فرصت نہیں ملی، یہ کشاکش داخلی بھی رہی ہے، اور خارجی بھی لیکن ہر دور میں اسلام کے کچھ جانباز سپوت ہر میدان میں اترتے اور اسلام کی خدمت و حفاظت کا فرض انجام دیتے رہے علم و عقائد کے میدان میں بھی اور جاہ و نظامتوں کے سامنے نبرد آزما ہونے اور اپنا جوہر دکھانے کے میدان میں بھی دوسرے میدان میں کام کرنے والے اکثر ایسا ہوا کہ اپنے منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکے کہ وقت جس جبروتی طاقت سے ان کا مقابلہ تھا وہ نہایت منظر و طاقت و ترقی اور اس کے مقابلہ میں آنے والے گواغلاص و شجاعت، ایسانی حرارت و گرمی، مجاہدانہ جوش و ولولہ کی دولت سے مالا مال تھے، لیکن تقدیر الہی کا فیصلہ یہی تھا کہ وہ وقتی طور پر ناکام ہوں مگر آنے والی نسلیوں کے لئے ان کا یہ مجاہدانہ سرفروشان کردار منارہ نور ثابت ہو، کہ آنے والے زمانہ میں جب بھی کوئی ظالم و جاہل طاقت اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے تو ان شہیدان اسلام کے خون کی سرخی جو قلم و قلماس کا جامہ پہن کر تاریخ کی سلوٹوں میں دمک رہی ہے، مومنین صادقین کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گرمی و تیزی میں ایسا جوش و ولولہ پیدا کرے کہ وہ ظالم طاقت کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں، کبھی اپنی زبان حق گو سے اور کبھی اپنے قلم بگمبار سے اور کبھی ضرورت ہوئی تو اپنی جان عزیز ہتھیلی پر لے کر اسلام کے انھیں جانباز سپاہیوں کا آسوہ ہے جس نے اسلام کی غربت اور حدود و قوانین اسلام کے تعطل پر غلش دے گی کو زندہ رکھا ہے۔

قلم و قلماس اور حق گوئی و بے باکی کے میدان میں ائمہ اربعہ فقہاء و محدثین، کی کاوشوں نے ہر عہد میں اسلام پر پڑنے والے گرد و غبار کو صاف کر کے اسلامی تعلیمات کو نکھارنے اور تازہ رکھنے کا فرض انجام دیا ہے۔ حضرت حسن بصری، ابن تیمیہ، ابن جوزی، رازی و غزالی اور ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ کے کارنامے بہت زیادہ روشن و تابندہ ہیں۔

امیر عبدالقادر، ابن عربی نے ۱۲۳۲ھ سے فرانس کے خلاف جہاد کیا اور ۱۲۵۳ھ تک براہ جہاد کرتے رہے شیخ سعید نوروزی ۱۲۹۱ھ بلقان کی پہلی جنگ کے پہلے ہی سے سامراجیوں کے خلاف جنگوں میں شریک ہوئے اور مصطفیٰ کمال کی اصلاحات کا مقابلہ کرتے رہے۔

سید عمر مختار اٹلی کے سامراج کا مقابلہ کرتے رہے، اور متعدد معرکوں میں شرکت کی اور شہید ہوئے۔ امیر عبدالکریم خطابی نے اسپین اور فرانس کے خلاف جہاد کیا، اور اپنی آزاد اسلامی حکومت قائم کی اور اس کے بعد کئی ملکوں نے مل کر حملہ کیا، اور انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۹۱۲ھ میں مصر میں بحالت جلا وطنی انتقال ہوا۔ شیخ عبدالحمید بن بادیس جو الجزائر کے بڑے عالم تھے، فرانس کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے اور الجزائر کی تحریک آزادی میں بڑا حصہ لیا۔ اور ہندوستان میں حضرت سید احمد شہید اور ان کے جانشین قادیوں کی تحریک جہاد اور وقت کی زبردست اسلام دشمن برطانوی طاقت کے خلاف جہاد و شہادت اور حضرت شیخ الہند اور ان کے رفقاء کا ہندوستان کی تحریک آزادی میں حصہ لیا، انھیں نہیں رکھتے، ان تمام تحریکوں نے اسلام کی روح و مزاج کے بقا و تسلسل میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ ان سرفروشن قائدین اور ان کے صاحبزادوں نے

و عزمیت متبعین نے اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر آنے والی سنوں کے لئے روشنی کے ایسے ستارے قائم کر دیئے ہیں جن کے ذریعہ تاریخ کے دھندلے میں ایمان کی روشنی جگمگاتی اور ہدیہ میں آنے والی نسل کو راستہ دکھاتی رہی ہے یہ وہ پیش ہیا دولت ہے جس نے نسل در نسل افراد کو رخصت پر عزیمت کو ترجیح دینے کا حوصلہ عطا کیا۔ ان سجا ہدینے کا زمانوں کا ایک تسلسل ہے جو دل کو ایمان و یقین اور اعتماد سے معمور اور جوشن اسلامی سے معمور کرتا ہے۔

ہم حیات میں پڑ جاتے ہیں جب یہ دیکھتے ہیں لوگ جو اپنے وقت کا تقویراً ساحل لگنے اور مال و دولت کا ارتقائی خطرہ مول لینے کا حوصلہ نہیں رکھتے، وہ ان شہسواران اسلام کے کارناموں کو بیان کرنے کے بجائے انکی تا کامیوں کے اسباب بیان کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کو اسلام کے وفاداروں میں شمار کریں یا نہ

من از بیگانگان ہرگز نہ نام کو با من آید کہ داس آشنا کرد معرہ دہراتے رہیں کچھ لوگوں

... انسانی آنکھوں سے شرم نہیں آتی

حضرت حسن کا واقعہ ہے کہ وہ ایک بار مدینہ منورہ کے کسی دجبار دیوانی سے گھرے ہوئے، بارگ کی طوت سے گزر رہے تھے تو ایک نوجوان جسکی غلام کو دیکھا کہ وہ بیٹھتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی اس کے سامنے ایک کتاب بیٹھا تھا وہ لاکا ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ کئے کو کھلاتا، اس طرح پوری روٹی تقسیم کر کے آدمی اس کو کھلا دی، حضرت حسن نے پوچھا تم کیوں اپنی روٹی میں آدھے کا شریک کئے کو بنا لیا اور خود زیادہ حصہ نہیں لیا؟ کہنے لگا میری آنکھیں اس کی (یعنی کئے کی) آنکھیں دیکھ کر شرم محسوس کرتی تھیں کہ میں زیادہ کھا جاؤں، حضرت حسن نے پوچھا تم کس کے غلام ہو؟ کہا میں ابان بن عثمان کا غلام ہوں، فرمایا یہ احاطہ کس کا ہے؟ کہا: ابان کا، حضرت حسن نے فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ جب تک واپس نہ آ جاؤں تم نہیں بیٹھے رہنا چننا پچھتاؤ آپ گئے اور اس غلام کو خرید لیا اور احاطہ بھی خرید لیا اور غلام کے پاس آکر فرمایا، میں نے تم کو خرید لیا، اس نے اٹھ کر کہا اللہ اور اس کے رسول اور ان کے بعد میں آپ کے احکام سننے والا اور فرمانبردار ہوں، پھر حضرت حسن نے فرمایا، تو میری طوت سے آزاد ہے اور یہ احاطہ تجھے مہرب کرنا!

ماخذ المرتضیٰ

دعا لئے منفرت

مانند مشتاق خان ندوی، کوست ۱۰، ناؤ بکے والد محمد رضا صاحب کا ۲۵ جنوری ۱۹۸۱ء کی صبح کو انتقال ہو گیا، قارئین تعمیر حیات سے دعا ہے کہ منفرت کی درخواست

المشتر

المشتر اسم خاص ہے شہد کہتے ہیں جو مختلف چھتوں سے نکالے کر جمع کیا گیا ہو اور یہ ایک مستقل عنوان تھا مرحوم شیخ عبدالقدوس الانصاری کے ماہنامہ المنہل کا جو حصے کے تحت وہ اپنے مطالعہ کتبہ کے منتخبہ لکھا کرتے تھے شیخ ابراہیم الزیادی (شاہ قمر شاہی اور نائب صدر مجلس شوریہ) مرحوم نے اپنے ثمرات مطالعہ کے لئے "القطوف" کا عنوان اختیار کیا تھا جس کے معنی مجھ ثمرات کے ہیں؛ اتفاقاً ایک مکتبہ میں المنہل کے بیسہ سالہ پرانے ایک شمارہ پر نظر پڑ گئے ایک در وقت پلٹ کر دیکھا تو المشتر کا عنوان نظر آیا اس وقت کے ثمرات مطالعہ میں بعض پرانے اور سچے بوجھے باتیں بڑے اچھوتے اور نئے انداز میں نظر آئیں عربیہ جملوں کے چانتنے نے مجھ کو کھڑے کھڑے پڑھ ڈالوا اس لیے کیا تھا وہ آج ہدیہ ناظرین سے کر رہا ہوں

طاقت ورا پناہ نافع اپنی قوت یا اسلحہ سے کرتا ہے۔ اور اپنے اندرونی غم و غصہ، ہنر و حسد و رقابت کا علاج اس طرح کرتا ہے کہ اپنی معذرت کو بڑھائے اگر تناسف کی بات چاہی ہے تو اس میں اضافہ کرے، اگر علم ہے تو بحر علم کی شہادتی کرے اگر نہ ہے تو اس میں مہارت پیدا کرے؛

مکر و دھوکا اختیار اس کی زبان ہوتی ہے وہ اپنے اندرونی کرب کا اظہار زبان سے کرتا ہے۔ طنز و تہلیل، ہنگ آمیز فقرے اور پس و پیشت اپنے معاصرین اور نامہدوں کی تذلیل، اپنے ماضی پر فخر، اس کے جذبات غریظ کی نشانی کا سبب ہوتا ہے امام حسن بصری کی مجلس میں ایک شخص نے کہا، شیخ میں آپ کے پاس کئی سال سے مسلسل آ رہا ہوں آپ کی مجلس میں بیٹھتا ہوں مگر آپ نے کبھی اشارہ کیا ہے؟ ... کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ مگر جب میں ان کے یہاں کسی مجلس میں بھی شریک ہوا تو اندازہ ہوا کہ اس روز ان کی مجلس کا عنوان ہی تھا کہ آپ کو جال، جابل اور بدعتی ثابت کریں اور سب وقت بچتا ہے تو اپنے مشائخ کا تذکرہ کرتے ہیں؛

امام حسن بصری خاموش رہے ایک منٹ کھیلے رہے پھر اپنی موعظت کا سلسلہ جو جاری تھا شروع کر دیا اس شخص نے ایسی نظر سے دیکھا جیسے اس کی آنکھیں چیخ رہی ہوں کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ شیخ حسن بصری نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا بھائی وہ بزرگ ... واقعی اتنے پائے کے بزرگ ہیں کہ میری اصلاح کھیلے وہ چار لفظ کہہ دیتے ہیں اور ان کے شیخ واقعی اسکو دیکھتے تھے جیسا وہ فرماتے ہیں آذہم سبل کردعا کریں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَنفُسِنَا اللّٰذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا۔

براہ کرم جو جواب طلب امور کے لئے جو ابی خط ارسال کریں نیز سوال خریداری بضر ضرورت تحریر کریں۔ (منبر)

یک چونکا دینے والی آیت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی زیدہ میں ہم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی کے وہ تقریر پیش کرنے کے سعادت حاصل کر رہے ہیں جو مولانا نے ۲۰ نومبر ۱۹۷۷ء کو سمرقند کے ایک جلسہ پر اردو میں ان ہندوستانیوں کے سامنے فرمائی تھی جو وہاں برسوں سے رہ رہے اور ان کے دل پر رہے ہیں۔

مطیعانہ اور مکمل ہونا چاہئے، مقابلہ میں بھی، فالنص عبادت میں بھی، طرز معاشرت اور طریقہ زندگی میں بھی تمہیں اللہ کی تعلیمات اور سیر المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہونے اور بتلئے ہوئے احکام کا پابند ہونا چاہئے اور تعلقات میں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اللہ کے دشمن سے وفاداری اور اطاعت و فرمانبرداری کا تعلق نہ ہو، اسلام کا لفظ مسلم ہے لکلا ہے عربی زبان و لغت کے لحاظ سے "اسلام" کے معنی ہیں اپنے کو حوالہ کر دیا، مسلمانہ کر دیا اپنی ہر چیز سے دست بردار ہو گیا، اپنی ملکیت سے خواہش، مصالحت و مفادات سے آجائے کے بعد یاد رکھو کہ خدائے تعالیٰ غالب اور حکیم ہے

حضرت ۱۔ یہ آیت بڑی چونکا دینے والی ہے، اللہ سے جنگ کا کیا مطلب ہے کیا اس کا کوئی امکان ہے، کیا اس کا کوئی تصور کر سکتا ہے، بھلا بندہ اللہ سے جنگ کر سکتا ہے، لیکن قرآن میں لفظ یہ استعمال کیا گیا ہے، جس سے ہمارے کان کھڑے ہو جاتے چاہیں بلکہ جسم کو زچانے چاہیں کہ اللہ تعالیٰ جو مالک الملک، خالق کائنات، قادر مطلق اور مہمن و منعم ہے وہ اپنے بندوں سے کہے کہ اسے ایمان والو صلح میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے، ہم سے جنگ کا مذاق آرائی اور مقابلہ کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے،

یظاہر زمین میں یہ بات آتی ہے کہ "فی المسلم" کے بجائے "فی المسلمین" کہا جاتا ہے، یعنی اسلام میں داخل ہو جاؤ، مگر نہیں یہاں مسلم سیدہ داخل ہونے کو کہا گیا یعنی خدا کے ساتھ تمہارا معاملہ فرمانبردارانہ معاملہ ہے، مطیعانہ اور مکمل ہونا چاہئے، مقابلہ میں بھی، فالنص عبادت میں بھی، طرز معاشرت اور طریقہ زندگی میں بھی تمہیں اللہ کی تعلیمات اور سیر المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہونے اور بتلئے ہوئے احکام کا پابند ہونا چاہئے اور تعلقات میں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اللہ کے دشمن سے وفاداری اور اطاعت و فرمانبرداری کا تعلق نہ ہو، اسلام کا لفظ مسلم ہے لکلا ہے عربی زبان و لغت کے لحاظ سے "اسلام" کے معنی ہیں اپنے کو حوالہ کر دیا، مسلمانہ کر دیا اپنی ہر چیز سے دست بردار ہو گیا، اپنی ملکیت سے خواہش، مصالحت و مفادات سے آجائے کے بعد یاد رکھو کہ خدائے تعالیٰ غالب اور حکیم ہے

یظاہر زمین میں یہ بات آتی ہے کہ "فی المسلم" کے بجائے "فی المسلمین" کہا جاتا ہے، یعنی اسلام میں داخل ہو جاؤ، مگر نہیں یہاں مسلم سیدہ داخل ہونے کو کہا گیا یعنی خدا کے ساتھ تمہارا معاملہ فرمانبردارانہ معاملہ ہے، مطیعانہ اور مکمل ہونا چاہئے، مقابلہ میں بھی، فالنص عبادت میں بھی، طرز معاشرت اور طریقہ زندگی میں بھی تمہیں اللہ کی تعلیمات اور سیر المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہونے اور بتلئے ہوئے احکام کا پابند ہونا چاہئے اور تعلقات میں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اللہ کے دشمن سے وفاداری اور اطاعت و فرمانبرداری کا تعلق نہ ہو، اسلام کا لفظ مسلم ہے لکلا ہے عربی زبان و لغت کے لحاظ سے "اسلام" کے معنی ہیں اپنے کو حوالہ کر دیا، مسلمانہ کر دیا اپنی ہر چیز سے دست بردار ہو گیا، اپنی ملکیت سے خواہش، مصالحت و مفادات سے آجائے کے بعد یاد رکھو کہ خدائے تعالیٰ غالب اور حکیم ہے

لاسنے کھیلے، جنگ کرنے کھیلے، اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے "من آذی لی ولیا فقد آذنتہ بالمرء" میرے کسی دوست اور مقبول بندے کو جو ستائے گا اپنا جو نپاے گا تو میں نے اس کھیلے اعلان جنگ کر دیا؛ تو نظام میں دور اور بہت دور کی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ کون سا شائق اور بد نصیب ہوگا جو خدا سے جنگ کھائیگا جو خدا سے برسر مقابلہ ہوگا لیکن انسانوں کی نفسیات، انسانوں کی زندگی کی تجربات اللہ و رسول کی تعلیمات کے مقابلہ میں طرز عمل اور ان کے کردار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے، اس کا امکان ہے کہ ایک آدمی اسلام کا دعویٰ بھی کرے، اللہ کے بندہ ہوئے کا دعویٰ اور اعتراف کرے اور پھر بعض چیزوں میں اللہ تعالیٰ سے معاذ اللہ سو بار معاذ اللہ، برسر جنگ ہو یعنی کچھ مانے اور کچھ نہ مانے اللہ کے یہاں روزِ روشن اور تحفظ کے ساتھ اور اپنی مرضی کو دخل دیتے ہوئے کوئی بندگی کا تعلق قائم کرے کہ اچھا صاحب، ہم عقائد کو تو مانتے ہیں، بیشک تو حیدر برحق، معاد اور آخرت کا عقیدہ برحق، حساب و کتاب برحق، لیکن معاشرہ میں تہذیب میں، اپنی گھریلو زندگی میں اپنے عزیزوں کے ساتھ تعلقات میں، لین دین میں، کاروبار میں، تجارتی معاملات میں ہم آزاد ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے، کیلئے تیار نہیں، یہ آیت اسی لئے نازل ہوئی ہے، اور بڑے خطرے کا اعلان ہے کہ خدائے مآب دعویٰ ہے اللہ خلو فی السلم کانتہ اللہ کے ساتھ پورے طور پر صلح میں داخل ہو جاؤ، یہاں یہیں چلے گا کہ اشنا ہم مانتے ہیں اتنا نہیں مانتے ہیں بیٹھا بیٹھا تو پورے سے گروا کر لیا، آپ ہی دیکھ لیں، کو سبکدوش داخل ہونا ہے آدمی تو اپنے پورے جسم کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے کوئی کہنے لگے کہ صاحب! ہم تو پورے جسم کے ساتھ نہیں آتے، پاؤں رکھتے ہیں مسجد میں اور بدن رکھتے ہیں باہر، ہم اپنا سر جھکا دیتے ہیں مگر ہمارے

جسم باہر رہیگا، یا کوئی ننگے پاؤں میں لے کر قبلاً تو سر آنکھوں پر سو پار قیام کر لیں، لیکن جگت مشکل ہے رکوع اور سجود سے میں معاف رکھتے ہیں اس میں انسانیت کی توہین معلوم ہوتی ہے، ہمیں اپنی شکست کا احساس ہوتا ہے، ہمیں اپنی خودی سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ تو دوستو! ایسی عیوب و نواقص کھلانے کی مستحق نہیں، بلکہ یہ کفر کا ایک کلمہ اور کفر کا ایک روح ہوگا؛ آپ مجھے معاف کریں، معلوم نہیں آپ کیا موقع رکھتے ہوں گے کہ میں آپ کو خوشخبریاں دوں، بزرگوں کے واقعات سناؤں، اور ایسی چیزیں سناؤں کہ آپ یہاں سے اور زیادہ مطمئن ہو کر جائیں، ہم مسلمانوں کی کمزوری یہ ہے کہ ہم اطمینان چاہتے ہیں اپنی زندگی کی تصدیق چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی پر کوئی گھبرائیں نہیں کرے کہ ہم اس مقدس سرزمین پر ہیں اسے زیادہ کون خوش قسمت ہوگا، ہم یہ مانتا چاہتے ہیں کہ مبارک ہو آپ کو اللہ تعالیٰ آپ کو یہاں ہمیشہ رہنا نصیب فرمائے آپ بڑے خوش نصیب ہیں لاکھوں اولیاء اللہ اس کی تمنا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ارض مقدس تک پہنچائے، ایک ایسے زمانے کے امام الاولیاء، مجاہد اعظم اور مجدد وقت جس کے ہاتھ پر ۱۰۰ ہزار لوگ مسلمان ہوئے اور جس کے ہاتھ پر براہ راست بیعت و توبہ کرنے والوں کی تعداد تیس لاکھ سے کم نہیں اور بالواسطہ سلسلہ بیعت میں داخل ہونے والوں کی تعداد تو کروڑوں بیان کی جاتی ہے، اس زمانے کے بڑے مہم، بڑے مصنف اور صاحب نظر عالم نے یہ لکھا ہے کہ دوسرے لوگوں میں ایسا اس صاحب کمال اور صاحب تاثیر ستائیں گیا وہ شخص جس کی وجہ سے ہزاروں کو ولایت ملی ہو تو تعجب نہیں ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ آئے تھے حج کے لئے پہلی بار اس زمانے میں حج کو ناپرام مشکل تھا، بادشاہی ہزار ہوتے تھے، تو ایک جگہ پر کسی نے کہا کہ وہ رہا جزیرۃ العرب وہ کھجور کا درخت نظر آ رہا ہے، خدا جانے وہ جزیرۃ العرب

اشارہ ہے حضرت سید احمد شہید کی طوت المتوفی ۱۹۷۷ء مطابق ۱۹۷۷ء

سرزمین نے ایسے ایسے مہدین پیدا کئے جن کا فیض ہندوستان ہی نہیں۔ ہندوستان کے باہر تک پہنچا جس تاریخ کے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی کا فیض ترکہ تک پہنچا۔ آج بھی ترکہ میں ان کے سلسلے کے لوگ موجود ہیں۔ مولانا خالد دروہی دہلی کا سفر کر کے گئے انہوں نے اپنا واقعہ لکھا ہے کہ مکہ میں ہندوستان سے آئے ہوئے قافلہ سے میں نے حضرت شاہ غلام علی صاحب کا حال پوچھا وہ دہلی کے لوگ تھے انہوں نے لاعلمی ظاہر کی، مجھے توبہ ہوا اتنا بڑا شیخ وقت مرہٹوں کا تھا، اس سے یہ لوگ ناواقف ہیں، اس کے بعد وہ سفر کر کے دہلی آئے اور پھر حضرت شاہ غلام علی صاحب کی روح میں انہوں نے عربی و فارسی میں تعمیر کے مولانا دروہی علامہ شامی کے استاد تھے اس لئے ان کا نام سن کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جو اس زمانہ کے مستند لہندہ استاد العلماء اور امام وقت تھے ان سے ملنے گئے تو حضرت شاہ ابوسعید صاحب راجہ شاہ دہلوی کے شاگرد تھے، انے کہا کہ ہمارے شہر کے سب سے بڑے عالم آپ سے ملنے آئے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا میں جس مقصد سے آیا ہوں اس کو پہلے حاصل کر لوں، تزکیہ نفس میرا ہو جائے تو میں خود ہی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ خیر۔ اس کے بعد جب تکمیل روحانی کا کردہ واپس گئے میں اپنے ملک کی طرف توجہ دیا۔ بھائی کو عراق میں مورد تلخ کی طرح اور شیخ پرہیزگاروں کی طرح سیکڑوں کی تعداد میں علماء و عوام گئے۔ کہ میں اللہ کا نام سکھائے ہیں نماز پڑھنا بتائے ہمارے اندر روحانیت پیدا ہو اور احسان کی کیفیت پیدا ہو۔ مولانا دروہی جو ترکہ و شام کے سب سے بڑے عالم تھے وہ ناز پڑھنا سیکھنے کے لئے دہلی گئے۔ یہ وہ ملک ہے، اس ملک کو فراموش نہیں کرنا چاہئے؛ تو میرے بھائی مولانا ایک تو یہ کہ دین

کے کمال ہونے کا پہلو آپ اپنے ذہن میں رکھیں، اس میں عقائد بھی ہے ایک ایسا عقیدہ جو شریعت اسلام کے لئے اس سے انحراف ارتداد کے مراد ہے، عبادات و فرائض کی پابندی کیجئے ایسا ہو کہ آپ یہاں نہیں اس کے باوجود امامت کا پابندی نہ ہو، اس سے بڑھ کر بدیع کیا ہو سکتی ہے، پھر اس کے ساتھ آپ کی تہذیب و معاشرت بھی اسلامی ہو، یہ نہیں کہ آپ وہیں سرزمین مقدس میں اور آپ کے گھر میں ہر وقت T.V. چل رہا ہو نمازوں کے اوقات میں لڑکے وہ دیکھ رہے ہوں۔ ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے موت نام لیتا رہ گیا ویڈیو اور ٹی وی کا۔ قرآن تو عربی زبان میں ہے اس میں انگریزی کا لفظ آتا۔ عقل کی بات نہیں تھی لیکن قرآن کا اعجاز معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چودہ سو برس پہلے جو کتاب لکھی، اگر میں مسجد میں پڑھ کر کہوں کہ اس میں ٹی وی اور ویڈیو کا ذکر ہے تو میں غلط نہیں کہوں گا۔ اس لئے کہ قرآن میں کہا گیا من يشتري لهو الحديث جو لوگ عربی کی بلاغت سے واقف ہیں اور اس کی زبان کا صحیح ذوق رکھتے ہیں اہل زبان کی طرح اور محض اللہ کا شکر و انعام ہے کہ ہمیں اسی حجاز و مین کا فیض پہنچا ہے کہ ہم اس قابل ہوئے، ہمارے استاد عرب تھے، ہم نے ساری عربی عربوں سے پڑھی الحدیث! تو ہم ہوا حدیث کا لطف لے رہے ہیں ہمارا عربی کا ذوق ہوا حدیث کے دامن کی وسعت کو دیکھ رہا ہے، میں اس لفظ کا ترجمہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ لکھنؤ کا رہنے والا ہوں، میں اقرار کرتا ہوں کہ میں ہوا حدیث کے ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس کے معنی ہیں باتوں کا کھیل اب بتائیے۔ ویڈیو اور ویڈیو وغیرہ میں کیا ہے، اگر ہوتا کہ بہت سے لوگ میں جو کھیل کو پسند کرتے ہیں کھیل خریدتے ہیں تو اس میں

ویڈیو اور ٹی وی آتا۔ مگر باتوں کا کھیل کھائیگا۔ یہ وہ ہے جو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ قرن اول، قرن ثانی، قرن ثالث، قرن رابع، اور پانچویں، سب تو اس میں یہاں تک کہ میں کہوں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ذہن بھی یہاں تک نہیں گیا ہوگا دینی ویڈیو اور ٹی وی کی طرف) یہ قرآن کا مجرہ ہے حدیث کا ہو، باتوں کا کھیل اور وہ کیا ہے، یہ ویڈیو کا پروگرام، ٹی وی کی ہوتی تصویریں، یہ ویڈیو، یہ رکارڈ جو سنے جاتے ہیں، سب ہوا حدیث ہیں، آج سے چودہ سو برس پہلے جب یہ سب چیزیں ایجاد ہونا تو درکنار کئی نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا اس وقت کوئی تصویر بھی نہیں کر سکتا تھا، اس وقت اللہ کی کتاب نے کہہ دیا، بہت سے لوگ ہیں جو لہو الحدیث خریدتے ہیں؛ میرے عزیزو!۔ آپ کو کم از کم اپنے گھروں کی حفاظت کرنی چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ عقائد میں بھی ہم کو پورا مسلمان ہونا چاہئے، عرب میں بھی پورا مسلمان ہونا چاہئے اور یہاں نہ ہوئے تو کہاں ہونگے اس کے بعد میں یہاں تک کہتا ہوں (مجھے معاف کریں آپ حضرات) آپ جب چیزوں میں یا کسی ذلت میں ہوں اپنے وطن جائیں تو یہ مسلم بھائیوں کی بھائی، مسلم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندوستان میں نہیں اس سے کسی بہتر نفا میں رہ کر آئے ہیں ان کی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑ پیک رہا ہے، ان کی باتوں سے شہد پیک رہا ہے، ان کی نگاہوں سے حرمت اور احترام پیک رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عرب سے آئے ہیں، یہ ہونا چاہئے، نہ بیک دور سے دیکھ کر آدمی کہے کہ ان کے پاس بڑا قیمتی ہونٹ ٹیمپس ہے، لگتا ہے عرب سے آئے ہیں اور پھر پڑ جائیں لوگ، کہ ہمیں سے اڑا لینا چاہئے، اس میں ہزاروں لاکھوں روپے کی رقم ہوگی، آپ ہونٹ ٹیمپس اور لباس سے نہ بچانے جائیں، بلکہ آپ بچانے جائیں اپنی صورتوں سے، کسی دیکھ لاش از سرے

چہرہ کی توانیت سے، الفاظ کی تلاوت سے، خیر خواہی سے، سستی و سمانت سے اور تہذیب سے، آپ سے آپ کے گھر والے متاثر ہوں، آپ جتنے دن میں اپنے گھروں میں دیکھا مبارک کر سب ان دنوں میں ان گھروں کی فضا بدل جائے اگر قرآن کی تلاوت نہیں ہوتی تھی تو ہونے لگی۔ وہاں اگر بہت سی سنتیں متروک تھیں تو شروع ہوجائیں وہ لوگ آپ سے شرمائیں اور کہیں کہ بھائی! جدہ کے لوگ آئے ہیں، مکہ کے لوگ آئے ہیں، مدینہ کے لوگ آئے ہیں، دیکھو، ویڈیو نہیں بچنا چاہئے ٹی وی یہاں نہیں ہونا چاہئے چلئے کہ لوگ کہیں (اے بھائی مکہ مدینہ کے لوگ آئے ہیں وہاں بہت ہوتی ہے ان کو دکھاؤ ان کے زمانے میں تو اور ہونا چاہئے) یہ بڑی بے حقیقت ہے اس جگہ کی آپ کی وجہ سے وہ چیزیں بند ہو جاتی چاہیں، آپ کے جانے سے ان لوگوں کو شرم آتی چاہئے کہ اب موقع نہیں رہا؛ آپ جب جائیں تو جس طرح روشنی تارکی کی چیرتی ہے اور چیرتی ہوئی چلی جاتی ہے آپ کی صورتیں وہاں کے بحر ظلمات میں روشنی کا کام دیں، آپ کی زندگیوں میں یہیں انقلاب آتا چاہئے وہاں جانے سے پہلے آپ کے اندر تبدیلیاں آتی چاہیں؛ آپ جانتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ اور حجة الوداع کے درمیان تین چار برس کے عرصہ میں جتنی کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے، امام زہریؒ جو سید التابعین ہیں ان کا قول ہے کہ مکہ معظمہ کے تیرہ برس کے قیام میں اور مدینہ کے دو برس کے قیام میں مبارک قیام میں اتنی کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے، اس کو جب یہ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کی وجہ سے راستہ کھل گیا، اور بے تکلف قریش آئے لگے مکہ معظمہ اپنے عزیزوں کے ہاں اب ان کی جنتیں بڑھتی ہیں، نہ کہ وہ کہہ دے کہ وہ اپنے جنتیں بڑھتی ہیں، ان کے لئے شامیں عبادتیں بنیں نے صدر مرحوم سے

ضیاء شہید

مولانا محمد تقی عثمانی (دوسری نسط)

مرحوم اپنی ذاتی زندگی میں بھی بڑے معمولی ادھانکے حامل تھے۔ اسلام سے ان کی عملی وابستگی ایک واضح اور ظاہر و باہر حقیقت تھی، لہذا نفاذ اسلام کے لئے ان کے عزم اور اقدامات کو محض سیاست قرار دینا ممکن نہیں، وہ بہر حال موجودہ معاشرے ہی کے ایک فرد تھے، اور نفاذ اسلام کے لئے جو کام وہ نہیں کر پائے، ان میں سے بعض کے پیچھے سیاست کار فرما ہو سکتی ہے، لیکن اسلام کے لئے جو کام انہوں نے کئے، وہ ان کے اندر کی آواز تھی۔ وہ صوم و صلوة کی پابندی میں بلاشبہ قابل رشک تھے، صفت سچا گناہا زوں ہی کے نہیں، تہجد کے بھی پابند تھے۔ پنجگانہ نماز میں بھی باعموم جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے تھے، یہ نظر تو میسر علاوہ نہ جانے کتنوں نے دیکھا ہے کہ مینٹنگ کے دوران پیچیدہ مسائل پر خواہ کتنے زور و شور سے بحث جاری ہو، مرحوم کی نگاہ گھڑی پر رہتی، اور جہاں نماز کا وقت ہوتا، کام کو وہیں چھوڑ کر اٹھ جاتے اور اپنے دفتر ہی کے احاطے میں بیٹھ جاتے، ہفت روزہ تجلی کے مدیر جناب صلاح الدین صاحب نے خود اپنا واقعہ لکھا ہے کہ حرمین شریفین کے ایک سفر میں وہ صدر مرحوم کے ساتھ تھے نماز شہداء کے بعد حرم مکہ میں پہنچے، اور جب عشاء کی نماز جماعت سے باہر نکلے گا ارادہ کیا تو امام حرم شیخ عبداللہ بن سبیل نے صدر مرحوم سے کہا کہ مسلمانوں کے سربراہ کی حیثیت سے نماز تو آپ ہی کو پڑھانی چاہیے، اور یہ کہہ کر انہیں آگے کر دیا۔ صدر مرحوم نے کعبہ شریفین کے ملنے میں نماز پڑھائی اور نماز کے دوران رکت کے عالم میں ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ بعد میں صلاح الدین صاحب نے ان سے اس غیر معمولی تاثر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو ایک گنہگار انسان ہوں، میں تو حرم شریفین میں داخلے کی اجازت کا بھی اہل نہیں چہ جائیکہ یہاں امامت کروں۔ مجھے صدر مرحوم کے انداز و اداسے یہ مترشح تو ہوتا تھا کہ شاید تہجد کی نماز بھی پڑھتے ہیں، لیکن یقین سے معلوم نہیں تھا۔ ایک روز ان کے ایک ہاؤس اسے ڈی سی نے بتایا کہ میں ساہا سال سے ان کے ساتھ ہوں، فوج کے زمانے میں بھی ساتھ رہا ہوں، ان کی نماز تہجد عموماً ناغہ نہیں ہوتی، پھر بعد میں یہ بات اور بھی قریب کے لوگوں سے معلوم ہوئی، اور ان کے ساتھ غیر ملکی سفروں میں جانے والے کئی لوگوں نے بتایا کہ یہ معمول سفروں میں بھی جاری رہتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کا بھی معمول تھا، یہاں تک کہ قرآن کریم ان کے آخری سفر میں بھی ساتھ تھا، جو صفر ہند گھنٹوں کا سفر تھا، حضرت والد صاحب قدس سرہ کی تفسیر معارف القرآن "ان کے ڈرائنگ روم میں نمایاں رکھی نظر آتی تھی، ایک دن مجھ کو اس تفسیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب ایک بہت بڑا خزانہ ہے اور جب مجھے قرآن کریم کی کوئی بات سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس سے استفادہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھی دینی کتب کے مطالعے کا معمول تھا اور آخر وقت میں بھی مرحوم کے بریف کیس سے جو اشیاء برآمد ہوتیں، ان میں ایک قرآن کریم کا نسخہ اور دو کتابیں

شاہ تمیز ان دو کتابوں میں سے ایک اصلاح المسلمین اور ایک تصوف کے موضوع کی کتاب تھی۔ ان کی زندگی شروع ہی سے اُن بڑے بڑے منکرات سے پاک تھی جو آج کل عموماً اونچی سوسائٹی کی زندگی کا لازمی سمجھے جاتے ہیں۔ حرمین شریفین کی زیارت کا خاص ذوق تھا، اور جس کسی سفر کے دوران سعودی عرب جانے کا موقع ہو، وہ استہام کر کے حرمین شریفین کی حاضری کی کوشش کرتے تھے، اور ہر سال رمضان کی ۲۰ دین شب وہاں گزارنے کا معمول تھا، اسکے علاوہ تھا۔ وہاں پہنچ کر ساری ساری رات حرم شریفین میں گزارتے، اور جن لوگوں نے انہیں وہاں حاضر ہونے ہوئے دیکھا ہے، ان کا بیان ہے، کہ ان پر وہاں ایک عجیب عالم رقت طاری رہتا تھا۔ ایک مفضل میں انہوں نے مسکرائے یہ کہا کہ لوگ اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ میں بار بار سعودی عرب کے دورے کیوں کرتا ہوں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں وہاں مالی امداد حاصل کرنے جاتا ہوں، لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میں بڑا گنہگار انسان ہوں، اور مجھے بار بار وہاں سے ایسٹ بھرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مشکلات میں اللہ تعالیٰ سے رجوع مرحوم کا خاص وصف تھا، اور ایک مرتبہ ان کی زبان سے بھی نکل گیا کہ میں اہم امور میں اللہ تعالیٰ سے استسارہ کرتا ہوں۔ لوگوں نے اسے سیاسی استسارہ کا عنوان دے کر موضوع بحث بنایا۔ تو واضح اور محکم مرحوم کے دو ایسے وصف متعلقہ متعلقہ شخص ہی انکا گہرا نقشہ لے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ان کا اقدار پاکستان کی تاریخ کا طویل ترین اقتدار تھا۔ جس کا بیشتر حصہ نہایت وسیع اختیارات کے ساتھ گذرا ہے۔ لیکن ان وسیع اختیارات نے ان کی گردن میں کبھی تناؤ پیدا نہیں کیا وہ ہر شخص سے نہایت انکساری کے ساتھ پیش آتے، اور کسی بھی مرحلے پر اپنی بڑائی کا اظہار کرنے کا کوئی شائبہ ان کے اندر داد سے ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ ان پر ان کے سامنے موت سخت

۱۰۔ فروری ۱۹۸۹ء تنقید کی جاتی، لیکن وہ سمجھی اس کا بڑا ذمہ مانتے، ٹھنڈے دل سے ہر ایک کی بات پوری توجہ کے ساتھ سنتے، اور اپنی یا سرکاری اقدامات کی غلطیوں کا کھلے دل سے اعتراف کر لیتے تھے، سخت سخت معذرت کی حالت میں بھی کبھی ممانعت کو اس بات کا احساس نہ ہونے دیتے کہ وہ جلدی میں ہیں، اور اس کی بات متنا نہیں چاہتے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص بات کرتا تو جب تک وہ از خود فارغ نہ ہو جلتے، آپ اس کی طرف برابر متوجہ رہتے تھے۔ ایک مصروف آدمی کے لئے بلند اخلاق کا یہ طرز عمل بہت ادنیٰ جاتی کی بات ہے جو ہر ایک کی بات نہیں، اپنی زندگی میں صرف چند آدمی ہی ایسے دیکھے ہیں، جو اکثر اوقات سنت پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان چند انسانوں میں سے ایک صدر مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق شہید بھی تھے وہ ان تک کام کرنے کے عادی تھے، بسا اوقات رات کو دو دو بجے تک کام کرتے رہتے، اور تین چار گھنٹے سے زیادہ نہیں سوتے تھے، اسکے باوجود ان کے چہرے پر کبھی تھکن، گھبراہٹ یا جھنجھلاہٹ کا ڈور۔ ڈور نشان نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بجائے انہیں ہمیشہ نہایت پرسکون اور تر و تازہ پایا۔ مرحوم اسے کے برہمی صاحب کہا کرتے تھے کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس ازجی کا کوئی محفوظ خزانہ ہے۔" اور واقعہ ان کے علاوہ کو دیکھ کر برہمی صاحب مرحوم کی یہ بات بالکل درست معلوم ہوتی تھی۔ یوں تو گیارہ سال میں اس کے بہت سے واقعات دیکھے، لیکن صرف ایک واقعہ بطور مثال ذکر کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ مغرب کے وقت میسرے پاس ان کا فون آیا، انہوں نے فرمایا کہ گل کا مینے کے اجلاس میں بعض سوالات قانون زیر بحث آ رہے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ کا مینے کا ہونی منظور کی وقت آپ موجود ہوں، تاکہ شرعی نقطہ نظر سے ان کے بارے میں رائے لے سکوں۔ اس سے پہلے آپ کل صبح راولپنڈی تشریف لائے تھے تو

بہت اچھا ہو، میں نے عرض کیا کہ وہ مسودات اپنی آخری شکل میں میں نے دیکھے نہیں ہیں، اور دیکھے بغیر رائے دینا مشکل ہوگا، انھوں نے کہا کہ وہ مسودا آج ہی رات میں آپ کے پاس پہنچ جائیگا آپ سفر سے پہلے اور سفر کے دوران انھیں دیکھ سکتے ہیں، یہ سن کر میں نے ہائی بھری۔ رات کو ایک نئے مسودات سیکر پاس پیچھے۔ صبح پانچ بجے میں گھر سے روانہ ہوا، اور نونے راولپنڈی پہنچا، اور ایئر پورٹ سے سیدھا کابینہ ایئر لائن میں چلا گیا جو سیکر پیچھے کے وقت تک شروع ہو چکا تھا اس وقت سے تمام ساڑھے پانچ بجے تک ان مسودات پر بحث ہوتی رہی، درمیان میں فجر اور عصر کی نمازوں کا وقفہ ہوا، دوپہر کا مختصر کھانا بھی کھایا کے دوران سیزر بر ہی ہوا۔ بالآخر نماز عصر کے بعد کی نشست میں ان مسودات پر بحث مکمل ہوئی تو صدر مرحوم نے فرمایا: اب ہمارے سامنے کچھ دوسرے موضوعات ہیں، ہم نے آپ کا بہت وقت لیا، اب اگر آپ تشریف لے جانا چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

بارہ گھنٹے ہو چکے تھے، تو ٹوی دیر بعد صدر صاحب کی گاڑی پورچ میں آکر رکھی، اور وہ گاڑی سے اتر کر سیدھے سیکر پاس گمرہ انتظار میں پہنچے، اور دیکھا تو بارہ گھنٹے کے طول اعلان کے بعد بھی وہ اس طرح ہشامش بٹاش اور تازہ دم تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ابھی غسل خانے سے نکل کر آئے ہیں، آتے ہی انھوں نے تاخیر کی معذرت کی، اور اپنے ساتھ اپنے گمرہ ملاقات میں لے گئے، نوکر کے ساتھ پہنچا، اور ایئر پورٹ سے سیدھا کابینہ ایئر لائن میں چلا گیا جو سیکر پیچھے کے وقت تک شروع ہو چکا تھا اس وقت سے تمام ساڑھے پانچ بجے تک ان مسودات پر بحث ہوتی رہی، درمیان میں فجر اور عصر کی نمازوں کا وقفہ ہوا، دوپہر کا مختصر کھانا بھی کھایا کے دوران سیزر بر ہی ہوا۔ بالآخر نماز عصر کے بعد کی نشست میں ان مسودات پر بحث مکمل ہوئی تو صدر مرحوم نے فرمایا: اب ہمارے سامنے کچھ دوسرے موضوعات ہیں، ہم نے آپ کا بہت وقت لیا، اب اگر آپ تشریف لے جانا چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

نہ نکاح پڑھانا منظور فرمایا۔ اس سفر میں برادر محترم حضرت مولانا مغربی صاحب نے دسترخوان بچھائے، کو بھی حضرت کی ہم رکابی کا مشرف حاصل ہوا۔ جب طیارہ راولپنڈی پہنچا تو صدر مرحوم خود پر دو ٹوکوں اور سگورٹی کے انتظامات سے بے نیاز جہاز کے سیڑھیوں پر حضرت کے استقبال کیلئے موجود تھے، اور حضرت کی تشریف آوری پر احسان مندی کے جذبات سے بچھے جاتے تھے۔ جہاز ہی سے حضرت کو گاڑی میں بیٹھا کر روانہ ہونے راستے میں مختلف باتوں کے دوران عرض کیا کہ: "حضرت! میرا دل تو یہ چاہتا تھا کہ آپ سیکر گھر پر قیام فرمائیں، (مرحوم صدارت کے زمانے میں بھی ایوان صدر کے بجائے اپنے آرمی ہاؤس میں ہی آخر تک قیام پذیر رہے) لیکن پھر میں نے آپ کے قیام کے لئے ایوان صدر کو اولے ترجیح دی کہ اس برکت حاصل ہو، یہ کہہ کر حضرت کو ایوان صدر میں ٹھہرایا، اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ "سفر میں قب ہو گیا ہوگا آپ کچھ دیر آرام فرمائیں۔ عشاء کے بعد میں آکر نکاح کے لئے آپ کو لے جاؤں گا۔"

حضرت کی مجلس ارشاد میں تبدیل ہوئی اس دوران اسی کمرے میں فریش پر کھانے کے لئے دسترخوان بچھائے گئے، وہیں پر کھانا ہوا، کھانے کے بعد پھر حضرت کے مواعظ کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب میں نے بعض چوہ سے اسلامی تقریبات کو نسل سے استغفار دے دیا تھا۔ (جس کی وجہ ابلاغ کے اسی دور کے کئی شامیں میں تفصیل سے شائع ہو چکی ہیں) اس موقع پر صدر مرحوم نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا کہ "مولانا تھقی عثمانی صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل سے استغفار دے دیا ہے، اسلامی قوانین کے نفاذ کیلئے کونسل کو ان کی ضرورت ہے، آپ ان سے فرمادیں کہ یہ دوبارہ کونسل کی رکنیت قبول کر لیں۔" حضرت نے برجستہ جواب دیا کہ "انھوں نے میرے مشورے سے استغفار دیا ہے، اور میں ہرگز ان سے نہیں کہوں گا کہ یہ دوبارہ رکنیت قبول کریں۔" صدر صاحب نے جو پوچھی تو حضرت نے فرمایا کہ "جو قوانین یہ مرتب کرنے ہیں، آپ کی کابینہ اس میں ایسی تبدیلیاں کر دیتی ہے، جو شریعت کے مطابق نہیں ہوتیں" صدر صاحب اس پر کچھ اپنی مجبوریاں پیش کرتے رہے، لیکن حضرت نے انھیں تسلیم نہ کیا، بالآخر طویل رد و جواب کے بعد حضرت نے فرمایا: کہ "اگر اس قسم کی کوئی عملی مجبوریاں ہوں تو آپ کو چاہیے کہ وہ کونسل کے علم میں لائیں تاکہ کونسل ان مجبور یوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی شرعی حل تجویز کر سکے، صدر صاحب نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ "جب کبھی کونسل کی سفارشات کا نتیجہ زیر بحث آئیں گی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان کی آخری منظوری سے پہلے ان سے مشورہ کیا جائے گا" پھر کہنے لگے کہ "حضرت! انشاء اللہ ہم اپنی غلطیوں کا ابو جہان پر نہیں ڈالیں گے۔"

تغیر حیات گھنٹہ ۱۰ فروری ۱۹۹۹ء

صدر مرحوم کی بات من و عن نقل کر دی تھا کہ کوئی ضابطے کی ذمہ داری قبول کرے بغیر نفاذ اسلام کی جدوجہد میں جو خدمت میں پڑے گی، وہ ادا کرتا رہوں گا لیکن کونسل کی رکنیت قبول نہیں کر دینگا اس لئے اب دوبارہ اس ضابطے کو نفاذ کے لئے بہت شان معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن حضرت کی یاد دہانی تو خاموش ہو جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، صدر صاحب نے حضرت کی طرف سے رضامندی کا اشارہ فرمایا، تو میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: "بس فیصلہ ہو گیا، مبارک ہو۔"

صدر مرحوم کی بات من و عن نقل کر دی حضرت نے ان کی اس رعایت مزاج کو پسند فرمایا، اور فوراً بلا تاویل منظوری دیدی چنانچہ جب ایک گھنٹے بعد صدر صاحب کا دوبارہ فون آیا تو میں نے حضرت کی طرف سے منظوری نقل کر دی، جس پر وہ بہت خوش ہوئے اور اس کے بعد براہ راست حضرت سے ٹیلی فون پر گفتگو کی اس سفر میں احقر حضرت کے ساتھ نہ جا سکا، البتہ برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہم اور حضرت کے پوتے ساتھ گئے۔ پھر ایک ہفتے بعد صدر صاحب کے صاحبزادے کا نکاح بھی حضرت ہی نے پڑھایا۔ ان تمام مواقع پر انھوں نے حضرت کے ساتھ صرف نیاز مندانہ نہیں خادمانہ معاملہ فرمایا، یہاں تک کہ حضرت کے جوتے سیدھے کرنے میں بھی وہ ہم اور دوسرے خدام سے پہلے کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

صدر مرحوم کے بارے میں میری ذاتی رائے بھی قریب قریب وہی تھی جو حضرت مولانا مدظلہم نے بیان فرمائی لیکن اس وقت حالات کچھ ایسے تھے کہ میں نے کونسل سے باہر رہ کر ہی مقدور بھرتہ کا فیصلہ کیا، اور پھر وہ واقعہ پیش آیا جو حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کے سفر راولپنڈی کے ذہن میں لکھ چکا ہوں اس زمانے میں صدر مرحوم نے مجھے از خود تنہائی میں ملاقات کی دعوت دی، اپنا خصوصی ٹیلی فون فون دیا تاکہ وقتاً فوقتاً ذہنی معاملات کے سلسلے میں ان سے رابطہ ہو سکے، اس کے بعد علیحدہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

صدر مرحوم کے بارے میں میری ذاتی رائے بھی قریب قریب وہی تھی جو حضرت مولانا مدظلہم نے بیان فرمائی لیکن اس وقت حالات کچھ ایسے تھے کہ میں نے کونسل سے باہر رہ کر ہی مقدور بھرتہ کا فیصلہ کیا، اور پھر وہ واقعہ پیش آیا جو حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کے سفر راولپنڈی کے ذہن میں لکھ چکا ہوں اس زمانے میں صدر مرحوم نے مجھے از خود تنہائی میں ملاقات کی دعوت دی، اپنا خصوصی ٹیلی فون فون دیا تاکہ وقتاً فوقتاً ذہنی معاملات کے سلسلے میں ان سے رابطہ ہو سکے، اس کے بعد علیحدہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

صدر مرحوم کے بارے میں میری ذاتی رائے بھی قریب قریب وہی تھی جو حضرت مولانا مدظلہم نے بیان فرمائی لیکن اس وقت حالات کچھ ایسے تھے کہ میں نے کونسل سے باہر رہ کر ہی مقدور بھرتہ کا فیصلہ کیا، اور پھر وہ واقعہ پیش آیا جو حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کے سفر راولپنڈی کے ذہن میں لکھ چکا ہوں اس زمانے میں صدر مرحوم نے مجھے از خود تنہائی میں ملاقات کی دعوت دی، اپنا خصوصی ٹیلی فون فون دیا تاکہ وقتاً فوقتاً ذہنی معاملات کے سلسلے میں ان سے رابطہ ہو سکے، اس کے بعد علیحدہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

سارک کافرنس پر

صدر ضیاء الحق کا سایہ رہا

بشکریہ نوائے وقت لاہور

اسلام آباد میں منعقد ہونے والی چوتھی سارک کافرنس اگرچہ پاکستان بھارت دوستی کے خوش آرزوں پر ختم ہو گئی، لیکن اپنے پیچھے باہر نئی نئی باتوں کے لئے بہت سا مواد چھوڑ گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شروع سے آخر تک اس کافرنس پر مرحوم صدر ضیاء الحق کا غیر مئی سایہ منڈلاتا رہا۔ اگر مرحوم صدر اور پاکستان کی موجودہ وزیر اعظم کے درمیان وہ موجودہ ریلین شپ نہ ہوتی جو حالات نے پیدا کر دی تھی تو پروٹوکول کا تقاضا یہ تھا کہ کافرنس کے شروع میں ایک رکن ملک کے مرحوم صدر کے لئے اجتماعی طور پر فاتحہ خوانی کی جاتی اسکی خدمات کو سراہا جاتا اور تمام اراکین فرادہ پاکستان کی وزیر سے اظہار تفریق کرتے مرحوم صدر ضیاء الحق پاکستان کے صدر بھی تھے اور اس تنظیم کے قیام کے سلسلے میں انکی خدمات کو نارتھ سے خارج نہیں کیا جاسکتا، لیکن چونکہ پاکستان کے داخلی تناظر میں بھٹو سے لے کر تعلقات کشیدہ رہے تھے اسلئے اس کافرنس میں اس قسم کی ناپسندیدہ صورت حال پیدا ہو گئی کہ محترمہ بے نظیر ان کیلئے نہ صرف تفریق کلمات برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھیں بلکہ ان کا ذکر تک انہیں بد مزہ گردینا تھا اس طرح سے یہ کافرنس ایک شدید نفسیاتی دباؤ کے تحت منعقد ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کافرنس دو دھڑوں میں تقسیم ہے جس میں پاکستان اور بھارت ایک دھڑ میں شامل ہیں اور باقی پانچ رکن ممالک دوسرے دھڑ سے تعلق رکھتے ہیں، راجیو گاندھی اور بے نظیر بھٹو کی تعلق اور ایک دوسرے کے لئے خیر گالی کی انجھار کی اگرچہ اور بھی بہت سی وجوہات ہیں لیکن ایسا

کے تحت منبے پر مجبور ہونا ہے اور کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ اپنے دل میں کتنا رنج و غم چھپائے ہوئے ہے اگر محترمہ بے نظیر اس موقع پر اپنے ذاتی غم و غصہ کو چھپانے پر قادر ہو جائیں تو اس سے وہ افسوسناک صورت حال پیدا نہ ہوتی جو اس چوتھی سارک کافرنس میں پیش آئی، اس طرح انھوں نے دنیا کو یہ تاثر دیا ہے کہ انکی خوشنودی حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جنرل ضیاء مرحوم کو برا بھلا کہا جائے اور اگر ان کے سامنے جنرل ضیاء کا نام عزت سے لیا جائے یا انکی کسی بات کی تفریق کی جائے تو یہ بات محترمہ بے نظیر کو چڑانے کے مترادف ہوگی۔ جنرل ارشاد نے جب مرحوم صدر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جنرل ضیاء کو زبردست خراج تحسین پیش کر دیا پاکستان چونکہ چوتھی سارک کافرنس کا میزبان ملک تھا، اسلئے ہمیں شروع ہی سے یہ طے کر لینا چاہئے تھا کہ اس کافرنس کا پروٹوکول کیا ہوگا۔ بہت سے دوسرے ممالک میں بھی سابقہ اور حالیہ حکمرانوں کے تعلقات خوشنودی ہونے لیکر چونکہ معاملہ ملک کی عزت اور وقار کا ہوتا ہے اسلئے ہمیں بین الاقوامی کافرنس میں اپنے ملک کی نمائندگی کرنے والے سربراہ ذاتی رنجشوں پر قابو پا کر شریک ہوتے ہیں اور وہ اپنی سیاسی دشمنیوں کو ملکی وقار کے آڑے نہیں آنے دیتے دوست سے کہ جنرل ضیاء نے علاقائی فیصلہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے بے نظیر کے والد سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کی سزا دی تھی اس سے محترمہ بے نظیر کے دل سے جنرل ضیاء کی گفت کو کھرچ کر نہیں نکالا جاسکتا لیکن جب وہ پاکستان کی وزیر اعظم بن گئی تو اب انہیں بین الاقوامی اجتماعات میں اپنے ذاتی غم و غصہ کی تشریح نہیں کرنی چاہئے تھی بلکہ اس غم کو دل میں چھپ کر پاکستان کے وقار کا لحاظ رکھنا چاہئے تھا۔ ہم آئے روز دیکھتے ہیں کہ کسی قومی فن کار کے گھر میں کسی بابرے کا جنازہ پڑا ہوا ہوتا ہے لیکن میٹھی پر فرانس دیتے ہوئے وہ اپنے فنکارانہ قاضوں

ہے جو جمالی جمہوریت کیلئے قربانیاں دے رہی ہیں۔ یہ بات پروٹوکول کے تحت خلاف تھی۔ منبر بندرانا کیلئے اور صدر بے وردھنے کا باہمی معاملہ سری لنکا کا داخلی مسئلہ ہے اس طرح ۳۵ سالہ بے نظیر نے ۸۳ سالہ صدر بے وردھنے کو آئینہ دکھانے کی جو کوشش کی ہے وہ مشرقی روایات کے لحاظ سے کوئی اچھی بات نہیں ہے اگرچہ مرحوم صدر ضیاء کو جزائر مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم اور نیپال کے بادشاہ بریندرانے بھی خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ لیکن محترمہ بے نظیر شاید ان دونوں سربراہوں کے پوزیشن لیڈروں کا علم نہیں تھا ورنہ وہ انہیں بھی ضرور آئینہ دکھانے کی کوشش کرتیں۔ محترمہ بے نظیر کو ان دونوں پر بھی تو بہت غصہ آتا ہوگا۔ لیکن وہ اسلئے دانستہ پیستی رہ گئیں کہ انہیں ان دونوں کی کمزوریوں کا علم نہیں تھا ورنہ یہ دونوں بھی کشتی قرار پا جاتے۔ جب مرحوم صدر ضیاء الحق کو فیصلہ مسجد کے صحن میں دفن کرنے کا فیصلہ ہوا تو اس وقت محترمہ بے نظیر وزیر اعظم ہاؤس سے بہت دور کراچی میں بیٹھی ہوئی تھیں اس وقت کسی کے گمان میں نہ تھا کہ ایک روز سیاسی صورت حال یکسر بدل جائے گی اور جنرل ضیاء کی قبر دھڑ نزع بن جائے گی۔ اگر حالات نارمل ہوتے اور بے نظیر اور مرحوم صدر کے درمیان وہ نفسیاتی رشتہ قائم نہ ہوتا جواب دیکھنے میں آ رہا ہے۔ تو اسلام آباد میں جمع ہونے والے تمام غیر ملکی سربراہ سارک کے اس بانی رکن کے مزار پر حاضر ہونے اور پھول کی چادر چڑھانے۔ لیکن مزار پر جانا تو درکنار کسی سربراہ کو فیصلہ مسجد کے قریب جانے کی بھی ہمت نہ ہوئی (عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں بھی بے نظیر کی ناراضگی کا خوف شامل تھا۔ پہلے خبر آئی کہ چند مسلمان سربراہ فیصلہ مسجد میں نماز جمعہ داکرین گئے لیکن بعد میں یہ معلوم ہوا کہ یہ پروگرام تبدیل ہو گیا اور انہیں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے کہیں اور لے جایا گیا اور اسکی دہرہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ کہیں جنرل ضیاء کے مزار پر نہ پہنچے۔ اس طرح سارک کافرنس

میں شریک ہونے والے سربراہان کے ہوی چون کہ جب اسلام آباد کی سربراہی گئی تو انہیں فیصلہ مسجد بھی لے جایا گیا۔ لیکن فیصلہ مسجد کے قلموں میں جہاں ایک سابق سربراہ مملکت سویا پڑا ہے۔ انہیں وہاں نہ لے جایا گیا اور ٹی وی کیمرے جو اس دھڑ میں لگائے گئے تھے۔ انہوں نے بھی فیصلہ مسجد کی تصویریں دکھانے ہوئے اس بات کی احتیاط کی کہ کہیں ناظرین کو جنرل ضیاء کے مرقد کی کوئی جھلک نظر نہ آجائے۔ اس طرح جنرل ضیاء صرف محترمہ بے نظیر کے اعصاب پر سوار رہے بلکہ غیر مئی طور پر پوری سارک کافرنس پر ان کا سایہ منڈلاتا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کافرنس کا مثبت نتیجہ صرف ایک ہی نکلا ہے اور وہ یہ کہ پاکستان اور بھارت میں دشمنی کے بادل چھٹ گئے اور دوستی اور خیر گالی کی فیضا پیدا ہو گئی ہے، دونوں ممالک کے درمیان دوستی کے تین معاہدوں پر دستخط ہو گئے راجیو گاندھی اور بے نظیر کے درمیان طویل مذاکرات ہوئے، بعض اوقات تنہائی میں اور بعض اوقات مشیروں کی موجودگی میں۔ لیکن ایک بات بڑی نمایاں رہی اور وہ راجیو گاندھی کی خوشی تھی جو چھپائے نہیں چھپتی تھی اور انکی دلاویز مسکراہٹ کی صورت میں سارک کافرنس پر چھائی رہی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بانی برسر کے بعد کسی بھارتی وزیر اعظم کا پہلا دورہ پاکستان تھا راجیو گاندھی اور بھارتی وفدات پر بھی پاکستان آئے تھے۔ لیکن وہ پیشاؤ سے سیدھے دلی واپس چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے حکومت وقت سے اپنی ناراضگی کا برملا اظہار کیا تھا۔ اب کی مرتبہ وہ تشریف لائے تو وہ بہت خوش تھے چنانچہ خبر ملی ہے کہ وہ دوبارہ پاکستان کے سرکاری دورہ پر آنے کے لئے تیار ہیں اسی طرح محترمہ بے نظیر کو بھی بھارت کے دورہ کی دعوت مل گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ راجیو گاندھی کو صدر ضیاء الحق سے اتنی ہی نفرت تھی جتنی بے نظیر کو تھی اور اب ان دونوں لیڈروں میں جو دوستی قائم ہوئی ہے اسکی بنیاد دو دھڑوں کے علاوہ ضیاء دشمنی پر ہی استوار ہے چنانچہ اب سننے میں

آ رہا ہے کہ بھارت دولت مشترکہ میں پاکستان کے دوبارہ داخلے میں بھی رکاوٹ نہیں ڈالے گا۔ سیاحین کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور باہمی خیر گالی کے بہت سے مظاہر بھی دیکھے میں آئیں گے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ دونوں ہمسایہ ملکوں کے درمیان بے اعتمادی کے بادل چھٹ گئے ہیں اور جنگ کا خطرہ دور ہو گیا ہے ورنہ صدر ضیاء کی زندگی میں تو کئی بار دونوں ملکوں کی فوجیں سرحد کے آ رہا کھڑی ہو گئی تھیں اور جنگ ہونا ہی چاہتی تھی لیکن ضیاء الحق میٹھی دیکھنے بھارت تشریف لے گئے اب دونوں ممالک میں فوجوں اور عوام کے مفتح نمائندے کے لئے ویزے کی پابندی بھی دور ہو گئی۔ صحافیوں، فنکاروں اور ادیبوں کا تبادلہ بھی شروع ہو جائے گا۔ غرض وہ باہمی تناؤ ختم ہو گیا ہے جس نے اس صدی تک دونوں ملکوں کے درمیان نفرت کی خلیج حاصل کر رکھی تھی اس طرح صدر ضیاء نے مرقد دونوں ممالک کو قریب کر دیا ہے۔ سارک کافرنس کے اختتام پر جاری ہونے والے اسلام آباد ڈیپیکریشن میں اگرچہ ضیاء کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن وہ ساری کافرنس پر غیر مئی طور پر چھائے اور انکی اثرات و تصرفات بعد از مرگ بھی جا رہی ہیں۔

اظہار تشکر

مولانا ابوالعرفان خان اور مولانا ضیاء الحسن صاحب کے انتقال پر متعدد اداروں اور مدارس میں تعزیتی جلسے ہوئے اور ان کی رپورٹ ادارہ تعمیر حیات کو ملی، ان سب کی شاعت مشکل ہے کہ تعمیر حیات پندرہ روزہ اور تارین کو کمرات سے ڈی پی سیس ہوتی ہر ایسے تمام اداروں اور حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے ان مرحومین کے انتقال پر اظہار تفریق کیا۔ (ادارہ)

بقیہ

ایک چوتھائی دینے والی آیت اور کہتے کہ ان کا تو عالم ہی دوسرا ہے، یہاں راتوں کو لوگ اٹھے ہیں یہاں تو بیچے بھی اٹھے ہیں ان کے یہاں تو جھوٹ بولنا کیا، کوئی نئی بات تو نہیں جانتا۔ ہر وقت اللہ رسول کی باتیں ہوتی ہیں یہاں تو اتنا اشارے کر مہمان کے لئے تھکا کر بچوں کو بھوکا سلا دیتے ہیں بس وہ مسلمان ہونا شروع ہوئے، کیونکہ انہوں نے اسلام کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا، حضرات ۱۔ آپ لوگوں کے ذریعہ بھی آپ کے ملکوں میں اسلام پھیلنا چاہئے، یہاں سے آپ اگر مراسلہ اور رابطہ قائم کریں تو یہی اثر دیں، خود جائیں تو پورے طور پر اثر ڈالیں ان لوگوں پر کہ آپ اس جگہ سے آئے ہیں، اپنے ساتھ برکتوں کا خزانہ لیکر آئے ہیں اب میں اس سے زیادہ طول دینا نہیں چاہتا آپ اس آیت کو اپنے دل پر نقش کر لیں

بے الیکمال ذین آمننا اذخولوا فی السّلم کائنۃ اے ایمان والوں خدا کے ساتھ صلح کرنے میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے نقشہائے قدم کی برہی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، دیکھئے یہاں نقش قدم (واحد) استعمال نہیں کیا گیا، بلکہ خطوات الشیطان جمع کا صیغہ لایا گیا، معلوم ہوا کہ اس کے بہت سے نقش قدم ہیں اس میں دست آگئی خواہ اعتدالی چیزیں ہوں، خواہ علی چیزیں ہوں، خواہ اخلاقی چیزیں ہوں، خواہ سیاسی چیزیں ہوں سب اس میں شامل ہیں اور اس بات کا آپ خیال رکھیں کہ آج اگر ہمارے مسلم معاشرہ میں یہ باتیں ہوں تو ہمارے معاشرہ میں آتیں جو بہت سی جگہ پر آ رہی ہیں، کو کوئی فرق نہیں ہے صالح اور غیر صالح میں، دین دار اور بے

دین میں، شریعت پر چلنے والے اور نہ چلنے والے میں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا کرے، یہاں کا رہنا قبول فرمائے، اس کی برکتوں سے ما مال کرے، اور آپ کی برکتوں سے فیض ہونے آپ کے ملکوں میں، جہاں سے آپ آئے ہیں، جن کا حق آپ پر قائم ہے اور قائم رہے گا، چاہے آپ یہیں کے ہو جائیں۔ دائرہ موانع الحدیث للہ صاحب الغلمین۔

دعائے مغفرت

مولانا سائرا الحق صاحب ندوی جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے کاتب خاص ہیں تو یہ تمام ہی کتابوں کے مسودات کے نقل و پیش کا کام دہی انجام دیتے ہیں، انکی دلالت ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ہ تمام قارئین تعزیت سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست

تقریر کیسے کریں؟

کامل پانچ حصے ہندو پاک میں چھپنے والی شاعر کا کتابت : محمد کاظم ندوی قیمت حصول ۵ روپے دوم ۷/۰ سوم ۱۰/۰ چہارم ۱۲/۰ پنجم ۱۵/۰ ناشر مکتبہ عرب کا کورس کتب خانہ

لکھنؤ کے معروف عطریات شہادت العنبر زعفرانی حنا مجموعہ وغیرہ طلب فرمائیں کارخانہ تعمیر حیات تعمیر دوست یوسف بڈنگ، ۱۸ نادریں محلہ روضہ لکھنؤ

بقیہ : صفحہ ۷ آگے ۔
انسانی معاشرہ کی صحیح تشکیل

کی دعوت انسانی معاشرہ کی صحیح تشکیل اور توجیہ کی دعوت ہے، اس میں جن امور پر زور دیا گیا ہے، ان میں انسان کی فطرت اور نشوونما کے تقاضوں کی پوری رعایت ہے، ان امور سے کسی انسان کو اختلاف کیسے ہو سکتا ہے۔

بلکہ اسلام کے ساتھ بھری دستگی اور اسلامی زندگی کیون با زبانی کی ہر پوری قوت کے ساتھ جٹی رہی۔

پہلے سے ملک میں جہاں دین کے عقائد سمیت سے سخت حربے استعمال کئے گئے اور ترک جس کو کال آتارک نے "یورپ تانی" بنانے اور وہاں کی عوام کو دین سے منفر کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فرود گذشتہ نہیں کیا وہاں بھی یہ روح سر نہیں پڑی۔ اور جن ممالک میں بھی دینی جذبات کے فائدہ کی کوشش کی جاتی ہے، وہاں کے قبائل جو حق و جوت ملے جگوش اسلام بننے مانتے ہیں۔

اب کیا یہ نادانی کی بات نہیں ہے کہ وہ سیاست، جس کی ناکامی واضح ہو چکی ہے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ایک عالم انسان بھی سمجھ سکتا ہے، چنانچہ وہ عقلاء و فلاسفہ جو بصریت و دوزخیت کے دعویدار ہیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدامت ان کے دلوں پر ہم لگادی ہے جس کی وجہ سے وہ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

عالم اسلام میں کام کرنے والی تنظیموں کو اب تک مکمل کامیابی نہ حاصل ہونے کی وجہ سے تشدد کے وسائل نہیں ہیں۔ اس لئے کئی دسائے گہر دور میں حق کے خلاف استعمال ہونے، اس کی اصل وجہ اسلامی دعوت اور طریقہ کار کی صحیح نمائندگی کا فقدان ہے، انیسویں کی بات ہے کہ اکثر اسلامی تحریکات کے قائدین مغربی تحریکوں سے فکری طور پر متاثر ہیں، اور اسلامی تحریک کو انہی بنیادوں پر چلانا چاہتے ہیں۔ ایران کا انقلاب بڑا دوسری انقلابی تحریک ہے۔ سب یورپ کی انقلابی تحریکوں سے پوری طرح متاثر نظر آتی ہیں، اس کی وجہ سے وہ اس نصیحت الہی اور تائید فیسی سے پوری طرح مستفید نہیں ہو پا رہے ہیں وہ مستحق تھیں اور مسلم ملکوں کے حالات اور تائید فیسی کی نفاذ اس کی متقاضی تھی کہ دعوت اسلامی کو مکمل کامیابی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اس لئے کلاس اسلام

سوال جواب

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

سوال : عورت اپنے شوہر کے مال میں سے حد تک کھتی ہے ؟
جواب : اگر عورت کو اپنے فائدہ کی غرضتہ سے حد تک کھتی ہے، حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ ہمیں یعنی ہم عورتوں کو چنانے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا، اگرچہ سختی بھی نہیں کی گئی ہے۔

سوال : کیا چنانے میں ہاتے دقت باواز بلند دعا پڑھ سکتے ہیں ؟
جواب : چنانے کے ساتھ چلتے دقت آواز بلند کرنا (خواہ یہ آواز گہرے یا عایا تلاوت قرآن مجید ہی کیوں نہ ہو) مکروہ ہے۔

سوال : کیا چنانے کے ساتھ عورتیں باسکتی ہیں ؟
جواب : (بیماری - ترمذی) عورتیں باسکتی ہیں ؟

سوال : عورت اپنے شوہر کے مال میں سے حد تک کھتی ہے ؟
جواب : اگر عورت کو اپنے فائدہ کی غرضتہ سے حد تک کھتی ہے، حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ ہمیں یعنی ہم عورتوں کو چنانے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا، اگرچہ سختی بھی نہیں کی گئی ہے۔

سوال : عورت اپنے شوہر کے مال میں سے حد تک کھتی ہے ؟
جواب : اگر عورت کو اپنے فائدہ کی غرضتہ سے حد تک کھتی ہے، حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ ہمیں یعنی ہم عورتوں کو چنانے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا، اگرچہ سختی بھی نہیں کی گئی ہے۔

سوال : عورت اپنے شوہر کے مال میں سے حد تک کھتی ہے ؟
جواب : اگر عورت کو اپنے فائدہ کی غرضتہ سے حد تک کھتی ہے، حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ ہمیں یعنی ہم عورتوں کو چنانے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا، اگرچہ سختی بھی نہیں کی گئی ہے۔



درد کے شریب درد

ابھی مولانا ابوالعرنان خان کا غم وفات تھا کہ ۲۰ جنوری کی شام کو مدینہ کے استاد اول مولانا ضیاء الرحمن صاحب نے مدینہ انتقال پیش آ گیا۔ مولانا شکر کے مرتب تھے، ادھر ایک ماہ سے جگر دھبھیڑوں کی خرابی نے صحت کو تباہ کر دیا تھا جس کا پتہ اسپتال میں مختلف ٹسٹوں کے بعد چلا لیکن اب مرض ایسی سنگین اختیار کر چکا تھا کہ ساری طاقتیں بے بسی میں تھیں۔ جس کے ذریعہ جنازہ منوٹا بعد بعض کے لئے روانہ ہوا۔ ساتھ میں اساتذہ اور علماء کی بڑی تعداد تھی۔ صبح دس بجے کے قریب سو پونجا، جہاں پر مولانا کے اعزہ واقارب اہل قلم و دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کا بڑا مجمع منتظر تھا، ظہر بعد دوسری نماز جنازہ ادا کی گئی، اور اس کے فوراً بعد تدفین عمل میں آئی، اس عظیم مادہ کے وقت حضرت مولانا مظلہ العالی نے جلسے میں تشریف نہیں رکھتے تھے، بلکہ میدرا باد کے سفر پر تھے، صبح ۲ جنوری کو واپسی ہوئی اور اسی شام کو بعد مغرب سجدہ دارالعلوم میں تقریریں جملہ ہوا، جسکو خطاب کرتے ہوئے اساتذہ محترم مولانا سعید الرحمن صاحب ندوی نے مولانا مرحوم کی تعلیمی زندگی پر روشنی ڈالی مولانا عبدالرشید صاحب ندوی مقدمہ تعلیمات نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ :

مولانا شکر کے مرتب تھے، ادھر ایک ماہ سے جگر دھبھیڑوں کی خرابی نے صحت کو تباہ کر دیا تھا جس کا پتہ اسپتال میں مختلف ٹسٹوں کے بعد چلا لیکن اب مرض ایسی سنگین اختیار کر چکا تھا کہ ساری طاقتیں بے بسی میں تھیں۔ جس کے ذریعہ جنازہ منوٹا بعد بعض کے لئے روانہ ہوا۔ ساتھ میں اساتذہ اور علماء کی بڑی تعداد تھی۔ صبح دس بجے کے قریب سو پونجا، جہاں پر مولانا کے اعزہ واقارب اہل قلم و دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کا بڑا مجمع منتظر تھا، ظہر بعد دوسری نماز جنازہ ادا کی گئی، اور اس کے فوراً بعد تدفین عمل میں آئی، اس عظیم مادہ کے وقت حضرت مولانا مظلہ العالی نے جلسے میں تشریف نہیں رکھتے تھے، بلکہ میدرا باد کے سفر پر تھے، صبح ۲ جنوری کو واپسی ہوئی اور اسی شام کو بعد مغرب سجدہ دارالعلوم میں تقریریں جملہ ہوا، جسکو خطاب کرتے ہوئے اساتذہ محترم مولانا سعید الرحمن صاحب ندوی نے مولانا مرحوم کی تعلیمی زندگی پر روشنی ڈالی مولانا عبدالرشید صاحب ندوی مقدمہ تعلیمات نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ :

مولانا شکر کے مرتب تھے، ادھر ایک ماہ سے جگر دھبھیڑوں کی خرابی نے صحت کو تباہ کر دیا تھا جس کا پتہ اسپتال میں مختلف ٹسٹوں کے بعد چلا لیکن اب مرض ایسی سنگین اختیار کر چکا تھا کہ ساری طاقتیں بے بسی میں تھیں۔ جس کے ذریعہ جنازہ منوٹا بعد بعض کے لئے روانہ ہوا۔ ساتھ میں اساتذہ اور علماء کی بڑی تعداد تھی۔ صبح دس بجے کے قریب سو پونجا، جہاں پر مولانا کے اعزہ واقارب اہل قلم و دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کا بڑا مجمع منتظر تھا، ظہر بعد دوسری نماز جنازہ ادا کی گئی، اور اس کے فوراً بعد تدفین عمل میں آئی، اس عظیم مادہ کے وقت حضرت مولانا مظلہ العالی نے جلسے میں تشریف نہیں رکھتے تھے، بلکہ میدرا باد کے سفر پر تھے، صبح ۲ جنوری کو واپسی ہوئی اور اسی شام کو بعد مغرب سجدہ دارالعلوم میں تقریریں جملہ ہوا، جسکو خطاب کرتے ہوئے اساتذہ محترم مولانا سعید الرحمن صاحب ندوی نے مولانا مرحوم کی تعلیمی زندگی پر روشنی ڈالی مولانا عبدالرشید صاحب ندوی مقدمہ تعلیمات نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ :

مولانا شکر کے مرتب تھے، ادھر ایک ماہ سے جگر دھبھیڑوں کی خرابی نے صحت کو تباہ کر دیا تھا جس کا پتہ اسپتال میں مختلف ٹسٹوں کے بعد چلا لیکن اب مرض ایسی سنگین اختیار کر چکا تھا کہ ساری طاقتیں بے بسی میں تھیں۔ جس کے ذریعہ جنازہ منوٹا بعد بعض کے لئے روانہ ہوا۔ ساتھ میں اساتذہ اور علماء کی بڑی تعداد تھی۔ صبح دس بجے کے قریب سو پونجا، جہاں پر مولانا کے اعزہ واقارب اہل قلم و دینی مدارس کے طلبہ واساتذہ کا بڑا مجمع منتظر تھا، ظہر بعد دوسری نماز جنازہ ادا کی گئی، اور اس کے فوراً بعد تدفین عمل میں آئی، اس عظیم مادہ کے وقت حضرت مولانا مظلہ العالی نے جلسے میں تشریف نہیں رکھتے تھے، بلکہ میدرا باد کے سفر پر تھے، صبح ۲ جنوری کو واپسی ہوئی اور اسی شام کو بعد مغرب سجدہ دارالعلوم میں تقریریں جملہ ہوا، جسکو خطاب کرتے ہوئے اساتذہ محترم مولانا سعید الرحمن صاحب ندوی نے مولانا مرحوم کی تعلیمی زندگی پر روشنی ڈالی مولانا عبدالرشید صاحب ندوی مقدمہ تعلیمات نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ :

شخصیت کے پورے مدد خاں نمایاں ہوئے مقالے کے بعد صدر مہفل نے تقریر فرمائی جس میں صاحب مقالے کے علمی ذوق اور وسعت مطالعہ کو سراہا، اسی کے ساتھ ہی مہفل اختتام کو پہنچی۔

سوال : کیا چوری کی چیز خریدنا اور بیچنا ہلال ہے ؟
جواب : نہیں، چوری کی چیز خریدنا یا بیچنا ہلال ہے، کیونکہ چور اس شے کا مالک ہی نہیں ہے تو ملک کیسے درست ہو سکتا ہے۔ مذکورہ جواب اس صورت میں ہے جبکہ خریدنے والے کو یہ معلوم تھا کہ چیز چورانی ہوئی ہے، اور اگر معلوم نہ تھا اور خرید لیا تو ناواقفیت کی بنا پر گنہگار نہ ہوگا۔

سوال : کیا نماز پڑھنے کے لئے نیت کے الفاظ زبان سے کہنا ضروری ہے یا صرف دل کا ارادہ کافی ہے ؟
جواب : نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، لہذا اگر کوئی نماز کا ارادہ دل سے کرے اور زبان سے کچھ نہ کہے، تب بھی کافی ہے۔ البتہ دل کے ارادے کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہ لینا بہتر ہے، تاکہ نماز کا پوری طرح سے استفسار ہو جائے۔

سوال : بعض صاحبوں میں حرام جانوروں کی چربی کا استعمال کیا جا سکتا ہے ؟
جواب : اگر متین طور پر معلوم ہے کہ کبھی حرام جانوروں کی چربی استعمال ہوتی ہے تو اس کا استعمال درست نہیں ہے۔

سوال : سردی بہت زیادہ پڑ رہی ہے گرم پانی کے بغیر غسل نہیں کر سکتا، اگر کوہے گا تو بیمار پڑ جائے گا، نمن غالب ہے، اور اگر پانی کا نہ لگاؤ، نہیں ہے تو کیا تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے ؟
جواب : مذکورہ صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کرے۔ قضاء نہ ہونے سے اور جب عذر جاتا ہے، تو غسل کرے۔ نماز کے ارادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال : انگلیش کے ذریعہ اگر خون نکالا جائے تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں ؟
جواب : اگر نکلے ہو خون بہنے کی مقدار ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

